

اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

پروفیسر محمد یسین مظہر صدیقی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن و حکم سے قریشی عوام و خواص کے ستائے ہوئے مسلمانان مکہ نے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ کیونکہ وہ بہ فرمان نبوی 'ارض عدل و صدق' تھی اور اس کے عادل حاکم نجاشی کے ملک میں کسی پر ظلم و جبر نہیں کیا جاتا تھا، حالاں کہ وہ ایک غیر عرب ملک تھا، جو بحر احمر کے پار افریقہ میں واقع تھا اور اس کا حاکم عقیدہ و مذہب کے لحاظ سے عیسائی تھا۔ قدیم ترین سیرت نگاروں کے سرخیل ابن اسحاق نے بلا سند یہ فرمان نبوی نقل کیا ہے: ”تم لوگ سرزمین حبشہ میں چلے جاؤ۔ وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے یہاں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ وہ پاک سرزمین ہے۔ وہاں اس وقت تک رہو جب تک اللہ تعالیٰ تمہارے معاملے میں کوئی کشادگی نہ پیدا کر دے۔“

اس حدیث کے دوسرے اطراف بھی ہیں، جو دوسری کتب سیرت و حدیث میں موجود ہیں۔ ابن اسحاق کی روایات کے ایک اہم خوشہ چیں ابن سید الناس نے ان میں سے ایک کو بیان کیا ہے اور وہ امام عبدالرزاق کے ہاں روایت ہے۔ بخاری کی بحث 'ہجرة الحبشة' کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا دوسرا طرف مختلف الفاظ میں ابن اسحاق جیسا ہی نقل کیا ہے۔ امامان حدیث و سیرت اور ان کے شارحین کرام نے نہ اس حدیث نبوی پر بحث کی ہے اور نہ اس کے ماخذ و سرچشمہ کا حوالہ دیا ہے۔^۱ بہر کیف یہ واضح ہے کہ وہ وحی الہی اور ہدایت ربانی پر مبنی فرمان تھا، کیوں کہ آپ کی احادیث بھی قرآنی وحی کی طرح وحی ربانی ہوتی تھیں۔ ظاہری طور پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسول اکرم اپنی حکمت بالغہ سے مختلف امصار و دیار اور ان کے اکابر کے بارے میں واقفیت رکھتے تھے۔^۲

مکی مسلمانوں کی ہجرت

نبوت کے پانچویں اور چھٹے سال مختلف قریشی خاندانوں سے تعلق رکھنے والے تقریباً ۱۰۰ مسلمان مختلف مرحلوں میں حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ ان میں بیش تر نوجوانان قریش تھے، جن میں کنوارے بھی تھے اور شادی شدہ بھی، جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ مامون ملک میں پناہ لینے گئے تھے۔ ان کی حفاظت کی خاطر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کو فرمان نامہ بھی ارسال فرمایا تھا، جس میں ان کو قریشی مظالم سے بچانے کا مضمون تھا۔

روایات کے مطابق بنو ہاشم و بنو مطلب کے شیخ اور رسول اکرم کے چچا ابوطالب بن عبدالمطلب ہاشمی نے بھی بعض خطوط لکھے تھے۔ مہاجرین حبشہ کے بیانات کو رسول اکرم کے فرمان وحی آمیز نے مستند کیا تھا اور خطوط ابوطالب نے ایک شیخ مکہ کی درخواست سے اس کو مزید سیاسی اور سفارتی تقویت پہنچائی تھی۔ مکی مہاجرین حبشہ کی ایک پڑوسی ملک میں سکون و اطمینان کی زندگی اور اپنے دین و مذہب کے مطابق عبادت گزاری، دشمن اکابر قریش کو ایک آنکھ نہ بھائی۔ انھوں نے قومی مجلس میں بحث و فیصلہ کے مطابق پناہ گزین اہل مکہ کو حبشہ سے واپس لانے کا منصوبہ بنایا اور زیرک و حکیم سفارت کاروں کے وفود بھیجے۔

حضرت عمرو بن العاص سہمیؓ، جو دور جاہلی میں اپنی حکمت و دانش اور سفارت کاری کے داؤ بیچ اور سیادت و سیاست کے فن کے ماہر تھے، وہی سربراہ وفود رہے تھے، مگر ان کے تمام سماجی، دینی، علاقائی اور سفارتی کارناموں کا نتیجہ صفر رہا اور وہ پناہ گزینوں کو واپس لانے میں ناکام رہے۔ ان کے بعض ارکان وفد اور مکہ مکرمہ کے بہت سے اکابر و شیوخ مظالم کے خلاف بھی تھے اور پناہ گزین مہاجرین کے خلاف سخت اقدامات کے مخالف بھی کہ وہ بہر حال ان کے اپنے عزیز و قریب تھے اور ان سے خون و قرابت کے گہرے رشتے تھے، کیا ہوا کہ وہ جدا دین رکھتے تھے؟

نجاشی کا حکیمانہ عدل و انصاف

غریب الوطنی، عزیزوں اور رشتہ داروں سے مفارقت اور مقامی لوگوں کے استہزاء وغیرہ کا مداوا کوئی حکومت نہیں کر سکتی۔ طاقت و حکومت کے ذریعے قانون بنایا اور نافذ کیا جاسکتا ہے اور نجاشی نے وہ کیا بھی، لیکن سماجی خوف اور پریشان حالی کے لیے کچھ نہ کر سکے۔ نجاشی نے بہر حال

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۷۳ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

قوانین کے ذریعے مہاجرین حبشہ کی حفاظت کے ساتھ سماج غیر میں مہذب سلوک کی جدوجہد بھی کی۔ قانونی طور سے ان کا ایک عادلانہ کام یہ تھا کہ اگر کوئی حبشی یا عیسائی شہری مسلم مہاجرین میں سے کسی کو کسی قسم کی اذیت دے گا تو اسے چار درہم جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ غالباً اس کے بعد بھی زبانی تعذیب اور سماجی طنز و تشنیع کا سلسلہ کسی حد تک جاری رہا تو مہاجرین کی درخواست پر کہ یہ رقم جرمانہ روک تھام میں ناکافی ہے، نجاشی نے اسے دو گنا یعنی آٹھ درہم کر دیا۔ یہ تدبیر خاصی مؤثر رہی۔

تاہم غیر ملک میں مہاجرین حبشہ کے ساتھ بیگانگی اور سرد مہری کا جو سلوک ہوتا رہا، وہ بھی سوہان روح تھا، جیسا کہ حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ کی زوجہ مہاجرہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا بیان صحیح بخاری وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔ حکومتی اور انتظامی سطح پر بہر حال حضرت نجاشی نے ایک دوسرا حکم جاری کیا کہ مہاجرین حبشہ کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام سرکاری خزانے سے کیا جائے: أَمَرَ لَنَا بِطَعَامٍ وَكِسْوَةٍ جیسا کہ ابن کثیر نے حافظ ابوالنعیم کی دلائل النبوة کی بنا پر لکھا ہے۔ سرکاری کفالت کا یہ اقدام صرف اس بنا پر کیا گیا کہ حکم راں مہرباں اور عادل تھا اور مقامی آبادی کی اکثریت بے نیاز و بے مروت تھی۔

مہاجرین کو تجارتی مراعات

قدیم جاہلی دور سے قریش مکہ اور دوسرے طبقات اور خاندانوں کے حبشہ سے گہرے تجارتی تعلقات چلے آ رہے تھے۔ وہ کی دور نبوی میں بھی جاری رہے اور قریشی اکابر اور کی سوداگر برابر عرب حبشہ تجارت کے باہمی کاروبار میں مشغول رہے تھے۔ عربی اور قریشی تاجر ہر سال کے ہر زمانے میں حبشہ تجارت کے لیے مسلسل آتے رہتے تھے، کیوں کہ وہ ان کی خاصی اہم تجارتی منڈی تھی۔ یہاں تک کہ جب قریشی وفود اور ان کے اشراف و سفارت کار مہاجرین حبشہ کے اخلا اور خروج کے مقصد سے گئے تو سامان تجارت ساتھ لے گئے۔

یہ دراصل قریشی اور عرب تجارت کا ایک اصول و دستور تھا کہ جنگ و امن کسی بھی موقع پر تجارت اور کاروبار کو نہیں بھولتے تھے۔ حبشہ میں کی سامان تجارت میں چمڑے کے سامان۔ کھالوں اور دوسری مصنوعات۔ کی بڑی مانگ تھی اور وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں لاتے تھے۔ اسی طرح حبشی تاجر و کاروباری عرب کی مختلف منڈیوں، خاص کر مکہ اور طائف کے قرب و جوار کے علاقوں

میں مختلف سامان تجارت لاتے تھے۔ روایات سیرت مہاجرین حبشہ کی تجارتی سرگرمیوں اور ان کی شاہی محافظت و مراعات کے بارے میں خاموش ہیں، لیکن دوسرے سماجی شواہد اور دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ مہاجرین حبشہ کی اتنی بڑی تعداد مدتوں تک محض مراحم خسروانہ پر زندہ نہیں رہی تھی۔ اول تو حکومتی وظائف کھانے پینے ہی کا مستقل بار نہ سنبھال سکتے تھے، تو دوسرے اخراجات و ضروریات کے لیے کیا سامان کفالت کرتے۔ دوسرے تمام مہاجرین حبشہ قریشی اشراف خاندانوں کے جوان و خوددار افراد تھے اور اپنی مکی زندگی میں تجارت و کاروبار میں مقام بنا چکے تھے۔

قیاس ہے کہ وہ اپنی مہاجرت کے زمانے میں اپنی ضروریات کی تکمیل کا رو بار و تجارت سے کرتے تھے اور ملکی تجارت میں حصہ لیتے تھے۔ اس پر ابھی تحقیق باقی ہے، مگر ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین مکہ انصار کے بے مثال ایثار کے بعد جس طرح تجارت و کاروبار کرنے لگے تھے، اسی طرح وہ ہجرت حبشہ کے قیام کے زمانے میں بھی ضرور کرتے رہے ہوں گے۔ اس قیاس کو تقویت اس سے ملتی ہے کہ متعدد مہاجرین حبشہ نے بعد میں ہجرت مدینہ کر کے دوہری مہاجرت کا تجربہ اور اجر و ثواب حاصل کیا تھا، وہ کسی طرح اپنے معاشی معاملے سے رُوگردانی نہ کر سکتے تھے کہ وہ ان کے خون میں شامل تھا۔ ان میں: حضرت عثمان بن عفان اموی، عبدالرحمن بن عوف زہری، زبیر بن عوام اسدی، ابو حذیفہ بن عتبہ عثمی، ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی، عثمان بن مظعون جحی، عمرو و خالد فرزند ان سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہم جیسے تجربہ کار اور مکی دور میں مسلمہ تجارت قریش تھے اور دوسروں کی تعداد بھی کم نہ تھی۔ ان کے علاوہ متعدد حضرات و خواتین صنعت و دست کاری کے پیشے سے وابستہ رہے تھے اور متعدد مہاجرین کا مشغلہ مزدوری کا رہا تھا۔ قوی امکان ہے، بلکہ قریب قریب وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ مہاجرین حبشہ نے حصول معاش کے روایتی طریقے اپنائے تھے اور حکومت نے ان کو مراعات دی تھیں۔

تحفظ مہاجرین کا تسلسل

روایات سیرت و تاریخ اور احادیث و آثار کا اتفاق ہے کہ مہاجرین حبشہ کی ایک بڑی تعداد وہاں آباد و مقیم رہی۔ اگرچہ اکابر مکہ کے اسلام لانے کی خبر سن کر ایک بڑی تعداد مکہ مکرمہ لوٹ آئی تھی اور وہاں سماجی تحفظ کے نظام کے تحت بعض سرداروں کے تحفظ و جوار میں اپنے اپنے گھروں

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۷۵ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

اور خاندانوں میں رہنے لگی تھی۔ مہاجرین کی بقیہ تعداد واپس حبشہ چلی گئی اور شاہ نجاشی نے ان کو وہی تحفظ فراہم کر دیا۔ بعد کے واقعات و روایات اور شاہ نجاشی کے عادلانہ اور خسرانہ طریق سے یہ بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان مہاجرین کی آمد و رفت میں حکومت وقت نے مالی یا مادی امداد فراہم کی تھی، جیسے مہاجرین حبشہ کے آخری اخلا کے وقت نجاشی نے کشتیوں کا انتظام کیا تھا۔ حبشہ واپس جا کر دوبارہ بسنے والے مہاجرین کی تعداد تیس چالیس کے درمیان بتائی جاتی ہے۔ یہ لوگ وہاں قریب قریب دس بارہ سال مزید مقیم رہے اور ان کے بال بچے پیدا ہوئے، جنہوں نے سماج حبشہ میں پرورش پائی۔ اس میں تعلیم و تربیت اور دوسرے سماجی معاملات بھی شامل تھے۔^۵

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور ان کے ساتھ اشعری اور دوسری مہاجرین کا ایک نیا دستہ حالات کے ہاتھوں حبشہ جا پہنچا۔ طوفانی ہوائیں ان کی کشتیوں کو مدینہ منورہ لے جانے کے بجائے حبشہ کے ساحل پر لے گئیں، حالاں کہ وہ ہجرت نبویؐ کی خبر سن کر مدینہ کے قصد سے نکلے تھے۔ ان کی تعداد کافی تھی۔ بخاری وغیرہ کی روایات کے مطابق حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمیؓ کے مشورے پر وہ حبشہ میں ہی مقیم رہے کہ ان کے لیے یہی اذن نبویؐ تھا۔ ابن اسحاق وغیرہ نے مکی مہاجرین کے بقیہ افراد کی آخری واپسی کے واقعہ میں ۳۴ افراد کے اسماء گرامی خاندان وار گنائے ہیں، لیکن ان کے ساتھ نہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ساتھ اشعری اور دوسری مہاجرین حبشہ کی واپسی بیان کی ہے، نہ ان کے نام لیے ہیں اور نہ ان کی تعداد ذکر کی ہے۔

دوسری روایات اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان یمنی مہاجرین حبشہ کی تعداد ایک سو کے قریب یا اس سے کچھ زیادہ تھی۔ ہجرت نبویؐ کے بعد کم از کم ڈیڑھ سو مہاجرین حبشہ کی حفاظت و کفالت اور سرپرستی و کالت کا منصب ان کا رہا۔ انہوں نے انجام دیا تھا۔ اسی کے ساتھ رسول اکرمؐ کے قاصد خاص حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ اور ان کے قافلہ و وفد کی مہمان داری اور ضیافت بھی وہ کرتے رہے تھے۔ مکی اور مدنی دونوں ادوار میں قاصدین نبویؐ اور دوسرے اسلامی وفد کا مرکز نبوت سے حبشہ جانا ایک مسئلہ امر ہے اور ان کا دورانیہ بھی خاص تھا۔^۶ اس پورے دور میں حضرت نجاشیؓ نے اور ان کے بعد ان کے جانشین نے پورے تحفظ و حمایت اور کفالت و سرپرستی کا شان دار کارنامہ انجام دیا تھا۔

اشاعتِ اسلام کی مساعی

بحث کا دوسرا حصہ حبشہ میں حضرت نجاشیؓ کی اشاعت و تبلیغ دین کی مساعی پر مشتمل ہے، جو ایک طویل مدت تک جاری رہا۔ یہ سنہ ۵-۶ نبوی / ۶۱۵-۶۱۶ عیسوی میں ہجرت حبشہ کے آغاز سے سنہ ۶۲۹ھ / ۶ میں تمام قریشی اور یمنی مہاجرین کی مدینہ واپسی تک تقریباً تیرہ چودہ برسوں کا عرصہ ہے۔ یہ کوششیں نجاشی کے فرزند و جانشین نے بھی بعد میں جاری رکھیں۔ ان کے کئی پہلو اور جہات ہیں اور ان سب کے اثرات و نتائج بھی کافی موثر و نتیجہ خیز رہے تھے۔ ان کا ذکر آئندہ سطور میں ایک منطقی ترتیب سے کیا جاتا ہے۔

اسلام نجاشیؓ

روایاتِ سیرت و تاریخ اور آثار و احادیث نبوی سے ثابت ہے کہ معاصر اولین نجاشی حضرت اصحمہ بن ابجرؓ نے دربار میں حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی تقریر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سننے کے بعد نہ صرف آپؐ کی تصدیق کی تھی، بلکہ اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے اسلام کو چھپایا تھا، تاکہ ان کے مذہبی رہ نما (بطارقة) اور دوسرے امرا ہنگامہ نہ کھڑا کر دیں، جب کہ بعض دوسری روایات و احادیث سے حقیقت اجاگر ہوتی ہے کہ حضرت نجاشی اولؓ نے سفیرانِ نبوی کے ذریعے اپنے خطوط و پیغامات میں اور مہاجرین حبشہ کے واسطے سے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کا ذکر کیا تھا اور خدمتِ نبوی میں اس کا اقرار و اظہار کرنے کا ولولہ دکھایا تھا۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت نجاشیؓ نے امورِ مملکت اور حکم رانی کی کمزوریاں میں مبتلا ہونے کے سبب بارگاہِ نبوی میں حاضری سے معذرت کی تھی، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی عرض بھیجی تھی کہ حکم ہو تو سب کچھ تج کر کے حاضر خدمت ہو کر قدم بوسی کروں، تاکہ اسلام کے اثبات کے ساتھ شرفِ صحبت بھی مل جائے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اظہارِ ایمان، اقرارِ اسلام، تصدیقِ رسالت، محافظتِ مہاجرین اور کفالتِ پناہ گزین کو کافی سمجھا، ان کو مکہ مکرمہ یا مدینہ آنے کی اجازت یا اذن نہیں دیا کہ اس کے بغیر ہی ان کا سچ ثابت تھا اور حبشہ کی فرماں روائی اور حکومت پر ان کا تصرف عظیم اسلامی مصالح کا ضامن تھا۔ ان کے حبشہ سے مرکزِ نبوت میں آسنے سے بہت سے فوائد و ثمرات

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۷۷ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

سے محرومی ہو جاتی۔ حضرت نجاشیؓ نے اپنی وصیت میں بھی اپنے اسلام لانے کا اعلان و اقرار کیا تھا اور اسے اپنے سینہ صدق و صفا پر چسپاں کر لیا تھا۔ انھی اسباب اور شواہد کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خبر سن کر ان کی غائبانہ نماز جنازہ صحابہ کے ساتھ پڑھی تھی۔ حضرت اصمہ بن ابجرؓ کے انتقال کے بعد ان کے جانشین نجاشیؓ حضرت ابو نضیر رضی اللہ عنہ بہ حیثیت مسلم تاج دار حبشہ حکومت کرتے رہے اور مطمح مرکز رہے۔^۹

مکی دور کے وفود حبشہ

بعثت محمدیؐ کا واقعہ اہل کتاب میں یہود و نصاریٰ دونوں کے لیے رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک کی بشارت انبیاء کے وعدہ ربانی کا ایفا تھا۔ ان کی کتب سماوی (تورات و انجیل وغیرہ) میں اوصاف محمدیؐ ہی نہیں، خصائص و صفات صحابہ کرام بھی بیان کی گئی تھیں۔ نصاریٰ خاص طور سے رسول کریمؐ کی آمد و ظہور کے منتظر تھے کہ ان کے رسول معظم حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بعد احمدؑ کی نبوت و رسالت کی بشارت دی تھی۔ روایات سیرت و حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر جلد ہی عام ہو گئی تھی۔ مکہ مکرمہ، یثرب وغیرہ کے نصاریٰ اور ان کے احبار و علماء نہ صرف اس خبر و واقعہ سے واقف ہو چکے تھے، بلکہ کئی نے آپؐ کی تصدیق بھی کی تھی۔^{۱۰}

بعض روایات میں ہے کہ بعثت نبویؐ کے اولین عرصے میں ہی حبشہ کے نصاریٰ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر مل گئی تھی اور ان کا ایک بیس نفری وفد تحقیق احوال اور زیارت و ملاقات کے لیے ہجرت حبشہ سے قبل مکہ آیا اور مسجد حرام میں آں حضرتؐ سے ملا۔ ان کے علماء اور صاحبان فکر و دانش نے سلام و کلام اور تعارفی بات چیت کے بعد متعدد دینی امور پر بحث و مذاکرہ کیا۔ آپؐ نے ان کے سوالات کے جوابات دیے، ان کو قرآنی آیات سنائیں، چنانچہ وہ آپؐ کی حقانیت سے مطمئن ہو گئے اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

دوسری روایات اور ان پر اہل علم کی تحقیقات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حبشہ کے نصاریٰ کا اولین وفد آپؐ کی خدمت میں ہجرت حبشہ کے بعد آیا تھا۔ بہر حال اس کا بھی امکان ہے کہ ایسے دو وفد مکہ مکرمہ کے زمانے میں آئے ہوں کہ واقعات کے تعدد کا امکان بہ قول محدثین ہمیشہ رہتا ہے۔ تمام اختلافات روایات سے قطع نظر یہ حقیقت مسلم ہے کہ یہ ہر کیف مکی دور میں حبشہ کے نصاریٰ کی

ایک جماعت نے دستِ نبوی پر اسلام قبول کیا تھا۔^{۱۱}

ابن اسحاق نے اس وفدِ نصاریٰ کا ذکر تفصیل سے کیا ہے اور ان کے ضمن میں سورہ قصص کی آیات کریمہ ۵۲-۵۵ کے نزول کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے نصاریٰ کے اس وفد کے بارے میں یہ خیال کہ وہ نجران سے آیا تھا، غلط قرار دیا ہے اور اس کو 'یقال' کے صیغہ تضعیف سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے مزید بیان کیا ہے کہ مسجد حرام کے صحن میں اکابرِ قریش کی مجالس میں ان کے حاضرین بھی اس واقعہ کے شاہد تھے اور سخت مضطرب بھی۔ ابو جہل مخزومی حسبِ فطرت برداشت نہ کر سکا تو وفد کے ارکان سے الجھ پڑا اور ان کو سخت سرزنش کی کہ تمہارا وفد بدترین ہے، اللہ تمہیں غارت کرے، تمہارے لوگوں نے تم کو بھیجا تھا کہ اس شخص کے بارے میں خبر لے کر آؤ، لیکن تم اس کی مجلس میں بیٹھے ہی تھے کہ اپنا دین چھوڑ دیا اور اس کا دین قبول کر کے تصدیق بھی کی۔ ارکانِ وفد نے صبر و ثبات سے جواب دیا کہ ”سلام علیکم، ہم آپ سے اپنی بات پر جہالت بھری بحث نہیں کریں گے، آپ کا موقف آپ کے ساتھ اور ہم نے جو صحیح سمجھا اسے اختیار کر لیا۔“ دوسرے سیرت نگاروں نے بھی اس وفد اور اس کے قبولِ اسلام کے واقعات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔^{۱۲}

مدنی دور کے وفودِ حبشہ

سیرت نگاروں اور مورخوں نے مدنی عہدِ نبوی میں صرف ایک اور حبشی وفد کی آمد اور زیارتِ نبوی کا ذکر کیا ہے۔ روایات کے مطابق یہ وفد ۷۰ افراد پر مشتمل تھا اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی کے زیرِ قیادت مہاجرینِ حبشہ کے آخری حصہ کی وطن واپسی پر ساتھ آیا تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ وہ سب قدیم مسلمان تھے، یعنی بارگاہِ رسالت میں حاضری سے قبل اپنے ملک میں ہی اسلام لائے تھے۔ دوسرا خیال یہ ہے کہ مدینہ میں زیارتِ نبوی کے موقع پر آپ کے دستِ مبارک پر اسلام لائے۔ ان دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں ہے۔^{۱۳}

واقعہ تو یہ تھا کہ وہ تمام حبشی افراد پہلے اسلام لا چکے تھے۔ مدینہ حاضری پر انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعتِ اسلام کی۔ یہ تعلیق کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ واقعاتِ قبولِ اسلام کا ایک خاص فطری، نفسیاتی اور سماجی رجحان ہے، جو بار بار نظر آتا ہے۔ عرب بدوی قبائل کے افراد کا معاملہ ہو یا خاص مکہ و مدینہ کے افراد کا یا دوسرے دیار و امصار کے افراد و طبقات

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۷۹ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

کا، وہ اسلام تو دعاۃ و مبلغین کی دعوت پر لاتے تھے اور اپنے اپنے علاقوں میں اسلامی تعلیمات کے خوگر اور عامل بن جاتے تھے۔ ان کی عقیدت و شہینگی بعد میں موقع ملتے ہی کشاں کشاں بارگاہ رسالت میں لے جاتی اور وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے۔ اہل سیرت اسے اسلام لانے سے تعبیر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک دستِ نبوی پر اسلام لانا شاید مزید شرف کا نام تھا۔^{۱۴}

دوسرے وفد میں ایک کا حوالہ اسد الغابہ میں ملتا ہے کہ غزوہ بدر کی فتح کے بعد نجاشی اور حبشی امت مسلمہ کو خوشی ہوئی۔ بعض دوسری روایات میں ہے کہ بدر کی فتح کی خوش خبری نجاشی نے اپنے لوگوں کے ساتھ مہاجرین حبشہ کو سنائی تھی۔ بہر حال اسد الغابہ کے مطابق مسلمانان حبشہ کے ایک گروہ نے نجاشی سے اجازت مانگی کہ وہ زیارتِ نبوی کے لیے مدینہ جائیں۔ اجازت ملی اور وہ مرکزِ اسلام حاضر ہوئے۔ وہ وقت غزوہ احد کا تھا۔ انھوں نے اذنِ نبوی سے غزوہ احد میں شرکت کی سعادت پائی۔ ایسے اور بھی وفد ہو سکتے ہیں اور اگر واقعات و روایات ان کی تصدیق نہیں کرتے تو بہر حال اس حقیقت کی تائید تو کرتے ہی ہیں کہ کئی اور مدنی دونوں ادوار میں حبشی امتِ اسلامی کی تشکیل و تعمیر میں مہاجرین حبشہ، ان کے اپنے مبلغین اور نجاشی کی دعوت و تبلیغ کا خاصا گہرا اثر پڑا تھا اور ان کے سبب سے وقتاً فوقتاً حبشی افراد و طبقات اسلام لاتے رہے تھے۔ ان کا ذکر خیر تراجم صحابہ کی کتابوں میں ملتا ہے، جسے مولانا مجیب اللہ ندوی نے اپنی کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ ان کے تجزیہ سے اسلام کی اشاعت کا ایک مرقع بنایا جاسکتا ہے۔^{۱۵}

حضرت عمرو بن العاصؓ کا قبولِ اسلام

قریشی قائدین کے صفِ اول کے سالار، سیاست و سفارت کے اعلیٰ جان کار اور قوم و ملت کے مردِ حکیم تھے حضرت عمرو بن العاصؓ سہمی، جو مختلف اسباب سے اسلام کے مخالف اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے اور غزوات میں مقابلہ آرائی کرتے رہے۔ کئی دور میں ان کی مخالفت اسلام میں سیاست و سفارت کاری اور حکمت و دانش کا مظاہرہ ان قریشی وفدوں میں ہوا جو مہاجرین حبشہ کو کسی طرح نجاشی کے عادلانہ نظام سے نکال کر قریشی مظالم کی چکی میں پیسنے کے لیے اپنی قوم کے معاند اکابر کے ساتھ کرتے رہے تھے۔ غزواتِ بدر و احد و خندق میں اپنی فوجی ناکامیوں اور رسولِ اکرمؐ کی قائدانہ کامیابیوں سے وہ اسی طرح دل برداشتہ ہوئے تھے جس طرح حبشہ میں اپنی سفارت کاریوں

کے انجام سے۔ اس کے باوجود وہ اسلام کے بارے میں اپنی فکر و دانش کا رخ صحیح نہیں کر سکے۔ صلح حدیبیہ کے معاہدہ نے ان کو مزید شکستہ خاطر کر دیا، لہذا وہ گوشہ عزالت میں جا بیٹھے اور یہ ان کی ناکام سیاست کا ایک نشان بن گیا۔ اس گوشہ تنہائی میں ان کو ایک خیال سوچا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ حبشہ جا بیس، تاکہ محمدؐ کے تسلط و غلبہ کے سبب وہ حمایت و حفاظتِ نجاشی کی بنا پر محفوظ و مامون رہیں۔ اس زمانے میں بھی ان کو اسلام کا غلبہ تو نظر آ رہا تھا، لیکن اس کو قبول کرنا منظور نہ تھا۔

قومی و خاندانی حمایت و تائید سے حضرت عمرو بن عاصؓ سبھی دربارِ نجاشی میں اس وقت پہنچے جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر خاص حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ اپنے سفارتی وفد کے ساتھ موجود تھے، تاکہ اہلِ حبشہ کو واپس مرکزِ اسلام لے جا سکیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان اموی رضی اللہ عنہا سے کرا کے ان کو بہ طور اُم المؤمنین رخصت کرا کے مدینہ پہنچائیں۔^{۱۶} دربارِ عام میں حضرت نجاشیؓ کو سفیرِ نبویؐ سے جو کلام دیکھا تو ان کے دماغ میں مخالفتِ اسلام اور عنادِ رسول کا کیزرا پھر کلبلا یا۔ انھوں نے اپنے رفقاء خاص کی تائید و حمایت سے سفیرِ نبویؐ کو قتل کر کے قریش کا دل ٹھنڈا کرنے کا منصوبہ بنایا اور دربارِ خاص اور بارگاہِ خلوت میں حضرت نجاشیؓ سے اپنی قدیم دوستی اور دیرینہ تعلقات کی وجہ سے جسارت کی اور سفیرِ نبویؐ کو براے قتل مانگ لینے کی درخواست کر ڈالی۔

نجاشیؓ اس جسارتِ بے جا پر اتنے غضب ناک ہو گئے کہ ان کے چہرے پر مگما مار کر ان کی ناک لہو لہان کر دی اور ان کو سخت شرم سار کیا۔ نجاشیؓ نے ان کی عقل و فہم سے اپیل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر کو طلب کرتے ہو؟ حالاں کہ وہ سچے رسول ہیں اور ان کے پاس وہی ناموسِ اکبر آتا ہے، جو حضراتِ موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔ ابھی تک تمھاری فراست اس حقیقت کو نہ پاسکی؟ عالمِ شرمندگی میں ان کے قلب و نظر سے بغض و عناد کے پردے اٹھ گئے اور وہ سمجھ گئے کہ اس حق کلی کو تمام عرب و عجم نے جان لیا ہے اور نجاشیؓ نہ صرف معرفتِ حق سے سرفراز ہیں، بلکہ سچے رسول پر ایمان بھی لائے ہیں۔ معرفتِ حق کا جلوہ دیکھتے ہی انھوں نے حضرت نجاشیؓ سے رسالتِ محمدیؐ کی تصدیق چاہی تو وہ فوراً ملی اور اسی کے ساتھ ان کے قلب و روح میں اسلام سما گیا۔ انھوں نے شاہِ حبشہ سے اسلام اور رسالتِ محمدیؐ پر بیعت لینے کی درخواست کی، جو فوراً قبول

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۸۱ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

ہوئی اور حضرت عمرو بن العاصؓ مسلمان ہو گئے۔

در بارہ خاص میں حضرت عمرو بن العاصؓ سہمیؓ کو خلعتِ شامی سے نوازا گیا۔ روایت کا اصرار ہے کہ وہ ان کے لباس کے خون آلود ہونے کے سبب بہ طور عطیہ ملا تھا، جب کہ شاہ نجاشیؓ کا عطیہ دراصل ان کے اسلام کے خلعتِ خاص سے سرفراز کرنے کا تھا اور وہ نو مسلم کا حق بھی تھا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ سہمیؓ کے دل میں صرف ایک دھن سوار تھی کہ کسی صورت میں وہ سیدھے بارگاہِ نبویؐ میں پہنچ جائیں۔ باہر نکل کر انھوں نے رفقاء و فد سے ضروری کام کا بہانہ بنایا اور سیدھے ساحلِ سمندر پر پہنچے اور ایک کشتی میں سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شعبیہ کی بندرگاہ پر اترے، اونٹ کی سواری کی اور مر الظہران سے ہوتے ہوئے مقامِ بدہ پہنچے، تو دیگر قریشی قائدین و منصب دار حضرات خالد بن ولید مخزومی اور عثمان بن طلحہ عبدی رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہو گئی، جو اسلام لانے کے لیے مدینہ جا رہے تھے۔ یہ ان کے ساتھ ہو گئے۔ یہ قافلہ ہدایت بارگاہِ نبوتؐ میں حاضر ہوا اور آپؐ کے دست مبارک پر اسلام لایا۔ یہ حضرات خالد و عثمان رضی اللہ عنہما کا اولین قبولِ اسلام تھا اور حضرت عمرو سہمیؓ کا تائیدی، کہ اسلام تو انھوں نے حضرت نجاشیؓ کے دستِ حق پرست پر قبول کیا تھا اور اسے اپنے رفقاء اور زمانے سے مخفی رکھا تھا۔

اوائل سنہ ۷ھ/۶۲۹ء میں حضرت نجاشیؓ کے ہاتھ پر ایک عظیم قائدِ قریش اور مدبرِ قوم کا اسلام لانا ایک سادہ واقعہ نہیں ہے، بلکہ وہ متعدد دینی اور سماجی جہات اور حکمتیں رکھتا ہے، جن سے بالعموم بحث نہیں کی جاتی۔ امامانِ سیرت و تاریخ ابن اسحاق و واقدی کی متفقہ روایت اور بعد کے دوسرے اہل سیرت و تاریخ کی تائیدی روایات سے ان کا ایک اندازہ ہوتا ہے:

• اول یہ کہ حضرت عمرو بن العاصؓ سہمیؓ اپنی تمام مخالف اسلام سرگرمیوں، خاص کر غزوات میں ناکامیوں کے سبب اسلام کے بارے میں سوچنے لگے تھے، خاص طور سے عظیم ترین اکابرِ قریش کے منظر سے بچنے کے بعد کہ ان کے بقول ان کی قیادت کی سطوت اتنی تھی کہ اپنی فکر و دانش سے کام نہ لے سکے۔

• دوم: ان کے منظر سے روپوش ہونے کے بعد ان کو غور و فکر کا موقع ملا اور یہ احساس پہنچتا رہا ہوتا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہر حال غالب آ کر رہیں گے۔

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۸۲ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

- سوم: وہ تسلط محمدی اور غلبہ اسلام سے بچنے کے راستے ڈھونڈتے رہے اور دین و ایمان اور حقانیت محمدی کو سمجھنے کے باوجود جذبہ کدو باتے رہے۔
- چہارم: حضرت نجاشیؓ کے ہاتھوں مار کھانے کے بعد ذلت و رسوائی کے شدید احساس نے ان کی مصنوعی حکمت و فراست کے پرچے اڑا دیے۔
- پنجم: یہ کہ ورقہ بن نوفل اسدیؓ کی طرح حضرت نجاشیؓ کی تصدیق نبوت محمدی نے ان سے کفر کے پردے چاک کر کے ان کو داخل اسلام کر دیا۔ [بہ شکر یہ تحقیقات اسلامی علی گڑھ]

حواشی و مراجع

- ۱- ابن اسحاق/ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، حمدی طباعت، قاہرہ ۲۰۰۶ء، ۱/۲۰۳ وما بعد؛ سیبلی، الرض الانف، مرتبہ عبدالوکیل، قاہرہ، غیر مورخ، ۳/۲۰۳-۲۱۵ وما بعد؛ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت، ۱۹۵۷ء، ۱/۲۰۳-۲۰۸؛ ابن سید الناس، عیون الاثر، قاہرہ ۱۹۲۷ء، ۱/۱۵۱-۱۵۸؛ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مصر ۱۹۳۲ء، ۳/۶۶-۷۹؛ نیز بخاری/ فتح الباری، ۷/۲۳۵-۲۳۸ وما بعد؛ بلاذری، انساب الاشراف، قاہرہ ۱۹۵۹ء، ۱/۱۹۸-۲۰۵
- ۲- ابن اسحاق/ ابن ہشام، سیبلی، بخاری، فتح الباری وغیرہ کے مباحث ہجرت حبشہ میں وارد روایات کا تجزیہ راقم نے اپنی کتاب 'مکی اسوۂ نبوی' میں کیا ہے۔ نجاشی کے نام نامہ نبوی کا ذکر ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے طبری کے حوالے سے کیا ہے۔
- ۳- ابن ہشام، ۲/۳۶۱-۳۶۲؛ سیبلی، ۳/۲۳۸ وغیرہ؛ فتح الباری، ۷/۲۳۷-۲۳۸ اور ۶۰۵-۶۰۸؛ ابن کثیر ۳/۷۰-۷۱؛ مولانا مودودی، سیرت سرور عالم، ۲/۵۹۲ وما بعد بحوالہ ابن عساکر وطبرانی۔
- ۴- ابن ہشام، ۱/۳۵۷؛ سیبلی، ۳/۲۳۳؛ مولانا مودودی، ۲/۵۶۹؛ مکی اسوۂ نبوی، ۱۲۰-۱۲۲
- ۵- ابن اسحاق/ ابن ہشام، ۳/۲۳۹-۲۳۵ وغیرہ؛ مکی اسوۂ نبوی، حوالہ سابق
- ۶- ابن اسحاق کے علاوہ بلاذری میں قریشی مہاجرین کی تعداد چالیس بیان کی گئی ہے۔ فتح الباری، ۷/۶۰۷ میں اس پر مزید بحث ہے۔

- ۷- حدیث بخاری (۲۴۳۰) میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے مطابق ان کی قوم کے بضع و خمسين (۵۰ سے زائد) ثلاثہ و خمسين (۵۳) یا اثنتين و خمسين (۵۲) افراد کی تعداد تھی۔ کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر؛ فتح الباری، ۷/۶۰۵-۶۰۶ وما بعد وغیرہ۔ بحث حافظ ابن حجر میں ۱۵۰ اشعریوں

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۸۳ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

کے علاوہ چھ افراد قبیلہ/خاندان عک کے بھی ان کے ساتھ تھے، جو حافظ ابن مندہ کی اس روایت بخاری کا دوسرا طرف ہے اور جسے امام ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اس کی تطبیق کی ہے۔ اصل روایت بخاری میں مردوں (رجال) کی تعداد ہے اور ان میں بالعموم عورتوں اور بچوں کو شامل نہیں کیا جاتا، جیسا کہ عرب راویوں، سیرت نگاروں اور محدثین کرام کا عام طریقہ ہے۔ ابن سعد، ۲/۱۶۸۔ وفد الاشعریین میں پچاس اشعری اور صرف دو عکی مردان کار (رجال) کا ذکر ہے۔ ایسے اختلافات اور بھی ہیں، جن پر بحث کا یہ موقع نہیں ہے۔

۸- حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ایک سے زیادہ وفود لے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ وہ کئی دور سے مدنی دور تک کئی بار فرامین نبویؐ دربار نجاشی میں لے گئے تھے۔ ظہور احمد اظہر، 'شاہ جشد، خدمت نبویؐ میں' ۲۰۱۳ء، لاہور، ۱۸۶، ۱۹۰ و بعد میں ان کے وفد پر بحث ہے اور دوسرے معاملات پر بھی، خاص کر حضرت نجاشیؓ کی خاطر مدارات اور تحفظ و مراعات پر۔

۹- کئی اسوۂ نبویؐ، ۱۲۸-۱۳۱، جس کے مآخذ یہ ہیں: ابن کثیر، ۳/۷۰: فَاَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَّهُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى، وَلَوْلَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمَلِكِ لَأَتَيْهِ حَتَّى أَقْبَلَ نَعْلَيْهِ، ۳/۷۲، یہ روایت حافظ البیہق، ۳/۷۷ میں ان کی وصیت کی دستاویز کے لیے۔ بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب موت النجاشی، فتح الباری، ۷/۲۳۰-۲۳۱؛ کتاب الجناز، مسلم، کتاب الجناز؛ نیز ابن ہشام، ۱/۳۶۱ و ما بعد؛ سیبکی، ۳/۳۶۸-۲۵۲ وغیرہ۔ نیز ظہور احمد اظہر کے دو ابواب ۴۲-۸۷۔

۱۰- قرآن مجید کی متعدد کی اور مدنی آیات کریمہ میں انبیاء کرام کی بشارتیں اور ان کی کتابوں اور صحف میں آپ کا ذکر خیر ملتا ہے۔ جیسے سورۃ فتح کی آخری آیت: "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اِنْ سَوْءَ مَا يَفْعَلُ الْفَاسِقُونَ" سورۃ صف: ۶ میں بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام: "وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ" سورۃ اعراف: ۱۵۷: "... يَجِئُكَ مِنْهُ كِتَابٌ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ اِنْ سَوْءَ مَا يَفْعَلُ الْفَاسِقُونَ" وغیرہ۔ ابن اسحاق/ ابن ہشام، ۱/۱۵۳: صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نیز اس کے بعد کتاب ۱/۱۵۴، جو انبیاء سے یشاق الہی کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت ورقہ بن نوفل اسدیؓ کی تصدیق رسالت محمدیؐ ایک مصدقہ واقعہ ہے۔ دوسرے احناف میں سے بھی بعض نے اس کی تصدیق کی۔ حضرت ورقہؓ کے اسفار تلاش حق اور متعدد احبار و علماء سے ملاقاتیں اور دوسرے احناف کے اسفار بھی بعثت کی خبر پھیلانے کا باعث بنے تھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ کے قبول اسلام کے ضمن میں متعدد عیسائی علماء اور رہبان نے آپؐ کی آمد کی بشارت دی تھی اور اسی کی وجہ سے حضرت سلمان فارسیؓ نے عرب کا رخ کیا تھا کہ اسی کے ایک مقام موعود پر رسول آخر الزماں کا ظہور ہوگا۔ ابن ہشام،

۱۵۶-۱۵۷: اور اسلام سلمانؓ کے لیے ۱/۱۳۲ و ما بعد، بخاری، فتح الباری، کتاب مناقب الانصار۔

ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، جون ۲۰۱۵ء ۸۴ اسلام کے دفاع و اشاعت میں نجاشی کا کردار

۱۱- ابن اسحاق/ ابن ہشام، ۲/۲۶-۲۷ نے میں نفر یا اس کے قریب کا ذکر کیا ہے اور بعض دوسرے مآخذ میں ۶۰ کی تعداد بھی ہے۔

۱۲- حوالہ سابق؛ ابن کثیر، ۳/۷۰-۹۰؛ مکی اسوہ نبوی، ۱۳۱ و ما بعد؛ ظہور احمد اظہر، ۱۶۲-۱۶۹، یہ حوالہ ابن ہشام، ابن کثیر، سیر اعلام النبلاء اور زرقانی وغیرہ۔ موصوف نے حسب معمول اس بحث میں بھی دوسرے امور سیرت اور واقعات تاریخ سے بحث کی ہے، جو ان کے جوش ایمانی کی عکاس ہے۔

۱۳- ابن اسحاق/ ابن ہشام؛ ابن سعد، ۴/۳۷۱-۳۷۲۔ ابو موسیٰ الاشعریؓ کے بارے میں صراحت کی ہے کہ وہ مکہ میں اسلام لائے، پھر ارض حبشہ کو ہجرت کی اور پھر دو کشتیوں والوں کے ساتھ خیبر میں خدمت میں حاضر ہوئے۔ دوسری روایت میں وضاحت ہے کہ وہ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے وطن میں کام کرتے رہے، پھر وہاں سے حبشہ پہنچے۔ اشعریوں کی تعداد ۵۵ تھی، ۴/۳۷۷-۳۷۸۔ ان کے ساتھ دوی حضرات بھی تھے۔

۱۴- بدوی قبائل عرب میں مقامی مبلغین کرام اور داعیوں کے ہاتھ پر قبول اسلام کا ایک درخشاں سلسلہ ہے اور اس کے بعد چمکتے ستارے ہیں: حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عمرو بن طفیلؓ، دوسی کے خاندان والے، حضرت اشج عبدالقیسیؓ اور ان کے برادر زادے۔ بحث کے لیے ملاحظہ ہو میری کتاب 'عہد نبویؐ میں تنظیم ریاست و حکومت'، طبع دہلی ۱۹۸۵ء کا باب دوم۔

۱۵- حبیب اللہ ندوی، اہل کتاب صحابہ و تابعین، مطبع اعظم گڑھ، ص ۲ و ما بعد اور حاشیہ: ۱-۲؛ مکی اسوہ نبوی، حوالہ سابق۔

۱۶- ابن اسحاق/ ابن ہشام اور واقدی کی دو روایات بابت اسلام حضرات ثلاثہ میں رسول اکرمؐ کے ایک نامہ گرامی کا ذکر ہے۔ ابن سعد (۴/۳۴۳) نے لکھا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمریؓ کے بہ دست دونائے بھیجے گئے تھے، جن میں الگ الگ دو مضامین تھے۔ حضرت عمرو ضمریؓ جنگ احد کے بعد فوراً اسلام لائے تھے۔

اپنے روزانہ کے پروگرام میں

تفہیم القرآن سے آدھا گھنٹہ، گھنٹہ

..... قرآن کا مطالعہ بھی رکھیں

اس کے فوائد آپ کو بچشم سر خود نظر آئیں گے